حبیب اللہ چیمہ
چیچہ وطنی

چودھویں سالانہ سیرت کانفرنس ربوہ

ایک تاریخ ○ ایک جدوجہد ○ ایک کہانی

ماہِ ربیع الاوّل کی آمد آمد ہے۔ ہر طرف خوشی کا سماں ہے لیکن ہمارے لئے ۱۲ ربیع الاول ایک نیا ولولہ اور ایک نیا جوش لے کر آتا ہے کہ اس روز ہم منکرینِ ختم نبوت کے شہر "ربوہ" میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس منعقد کرتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں۔ نعرۂ تکبیر اور ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھتی ہے اور دارالکفر والارتداد کے در و دیوار لرز اٹھتے ہیں اور کبھی کبھی ہمارے ساتھ ہم آواز ہو جاتے ہیں۔

ایک وقت تھا جب کسی مسلمان کو ربوہ شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ لیکن خداوندِ قدوس حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے کہ انہوں نے مرزائیت کے خلاف جہاد شروع کیا۔

وہ ۱۹۳۴ء میں قادیان میں داخل ہوئے اور ان کے جانشین ۷ جون ۱۹۷۵ء کو جوانانِ احرار کا ایک قافلہ لے کر تاریخ میں پہلی بار "ربوہ" میں داخل ہوئے۔ محلہ چھنی میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہوا ابنِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ اور دیگر احرار رہنماؤں نے عقیدۂ ختم نبوت اور حیاتِ مسیح علیہ السلام کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔ چند مرزائی نوجوانوں نے سوالات کئے لیکن مسکت جواب سن کر خاموش ہو گئے۔ بلکہ ان پر ہمیشہ کے لئے اوس پڑ گئی۔

۲۸ جولائی ۱۹۷۵ء کو ڈگری کالج ربوہ کی دیوار کے ساتھ ۲ کنال زمین خریدی گئی غریب احرار کارکنوں نے اس کے عوض دس ہزار روپے کی رقم ادا کی مگر حکومت سے بھیک نہیں مانگی۔

۲۴ فروری ۱۹۷۶ء کی ایک سرد ترین رات میں بارش کے باوجود اس جگہ کی چار دیواری کی گئی جس کی تعمیر میں ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ اور مولانا محمد اسحٰق سلیمی کی قیادت میں غریب اور بہادر احرار کارکنوں نے مل کر حصہ ڈالا۔

۲۷ فروری ۱۹۷۶ء کا مبارک جمعۃ المبارک مسجد احرار ربوہ کے سنگِ بنیاد کے لئے تجویز کیا گیا۔

حضرت امیرِ شریعتؒ کے جانشین سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہٗ صبح ساڑھے چار بجے ایک خفیہ راستہ

سے ربوہ کی حدود میں داخل ہو گئے اور ربوہ کی تاریخ میں مسلمانوں کی پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

پنجاب حکومت نے سات اضلاع کی پولیس تعینات کر رکھی تھی کہ احرار رضا کار "ربوہ" میں داخل نہ ہو سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ربوہ شہر کو ہر طرف سے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ہر طرف سے مسلمانوں کے قافلے روکے جا رہے تھے۔ جو لوگ صبح سات بجے سے پہلے پیدل چلے وہ پہنچ گئے اور پچاس ہزار کے قریب مسلمان ربوہ میں داخل نہ ہو سکے مسجد احرار تک پہنچنے والوں کی تعداد ۳ ہزار کے قریب ہے۔

جانشینِ امیرِ شریعتؒ نے اجتماع جمعۃ المبارک سے خطاب کیا اور نمازِ جمعہ سے قبل ہی گرفتار کر لئے گئے۔ اس دوران حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ممبر قومی اسمبلی تشریف لائے اور عوام الناس سے خطاب کیا۔ ان کے بعد فاتح ربوہ ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری نے خطاب کیا اور نمازِ جمعہ پڑھائی، نمازِ جمعہ کے بعد آپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔

پولیس نے نمازِ جمعہ کے لئے آنے والوں پر بے گناہ تشدد کیا اور اپنی تربیت کے مطابق ننگی گالیاں بکتے رہے۔ ربوہ کی تاریخ میں مسلمانوں کا یہ پہلا جمعۃ المبارک تھا۔ اس وقت کے وزیرِ اعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے اور صوبائی وزیر سردار صغیر احمد نے مرزائیوں کو خوش کرنے کے لئے کارکنانِ احرار کی مخالفت کی، مرزائیوں کی حمایت میں گھناؤنا کردار ادا کیا۔ اور اسمبلی میں مرزائیوں کے وکیل صفائی بنتے رہے۔

آج خداوندِ قدوس کے فضل و کرم سے ربوہ میں مسلمانوں کے کئی ایک مراکز بن چکے ہیں جو فتنۂ مرزائیت کے سینہ میں خنجرِ احرار کے مصداق پیوست ہیں۔

۱۲ ربیع الاول کو مسجدِ احرار ربوہ میں سیرت کانفرنس کا انعقاد ہوتا ہے جس میں ملک بھر سے ختمِ نبوت کے پروانے شرکت کرتے ہیں۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ کی سرپرستی میں زعماء احرار خطاب کرتے ہیں۔ نمازِ ظہر کے بعد جلوس روانہ ہوتا ہے جو کہ مرزائیوں کے معبد خانوں کے سامنے جا کر رکتا ہے اور وہاں قائدینِ احرار اور علماء اہلِ سنت و کلاء اور طلبہ عقیدہ ختمِ نبوت پر روشنی ڈالتے ہوئے مرزائیوں کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں، ایوانِ محمود کے رُوبرو فاتح ربوہ ابنِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ کا ولولہ انگیز خطاب ہوتا ہے جو مرزائیوں کو دعوتِ حق کے پیغام سے بھرپور ہوتا ہے۔ جلوس مسجد بخاری پہنچ کر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

امسال بھی ۱۲ ربیع الاول کو اسی جوش و جذبہ کے ساتھ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

دراصل یہ سب کچھ اکابرِ احرار اور کارکنان و شہیدانِ احرار کی قربانیوں کا ثمرہ ہے کہ آج کفر و

ارتداد کی سرزمین پر توحید وختم نبوت کے ترانے گونجتے ہیں اور حق آجانے سے باطل فرار ہوجاتا ہے سٹیبر کانفرنس ہمیں انہی قربانیوں کی یاد دلاتی ہے، اللہ تعالیٰ اکابرِ احرار اور کارکنانِ احرار کی محنت وقربانی کو قبول فرمائے اور جدوجہد میں برکت عطا فرمائے۔ (آمین)

معاصر سے انتخاب

اعترافِ عظمت

آج سب لوگ شہید صدر سے گہرے تعلقات کے دعویدار ہیں لیکن میرے ہاں آپ ان کی تصاویر دیکھئے جن میں آپ کو نہیں صدر صاحب کو نصیحت کرتا اور ڈانٹتا۔ سمجھاتا نظر آؤں گا۔ وہ صدر نہیں، خلیفہ المسلمین تھے۔ میں ان کا احتساب اسی تصور سے کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ واپڈا ہاؤس میں وہ، چیئرمین واپڈا جنرل فضل رازق اور میں اپنی یونین کے رفقاء کار کے ساتھ ایک میٹنگ میں شریک تھے۔ کچھ جرنیل بھی موجود تھے۔ ہم نے واپڈا ملازمین کو تنخواہ میں گریڈ ایک سے گریڈ بائیس کے مابین فرق کے بارے میں احتجاج کیا۔ میں نے اپنی بات دہرائی تو صدر صاحب خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا: آپ کو صدر نہیں، خلیفۃ المسلمین کی حیثیت میں پوچھ رہا ہوں۔ صدر صاحب تب بھی خاموش رہے تو میں نے غصے میں آکر آگے بڑھ کر ان کو بازو سے پکڑلیا اور خوب زور سے جھنجھوڑا۔ وہاں موجود جرنیل صاحبان اور میرے ساتھی خورشید احمد اور میاں منیر نے مجھے الگ کیا۔ میٹنگ کے تمام شرکاء دم بخود تھے، ماحول پر خاموشی طاری تھی۔ اچانک صدر صاحب اپنی نشست سے اٹھے اور چیئرمین واپڈا سے کہا: "بختیار جو کہتا ہے، مناسب انداز میں تسلیم کرلو۔" اتنا کہہ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئے۔

جنرل ضیاء الحق کے مخالفین سے میں پوچھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ اٹھائیں اور بتائیں کہ اس سے قبل کس حکمران نے عوام کو اس طرح خود سے مخاطب ہونے کی جرات دی تھی؟ شہید صدر کے جسم میں صحیح اسلامی حکمرانوں کی روح بولتی تھی۔

بشیر احمد بختیار، لیبر لیڈر، ہفت روزہ زندگی لاہور ۱۵ تا ۲۱ اگست ۱۹۹۲ء

احرار کی عظمت

احرار کے نقطۂ نگاہ سے لوگوں کو اختلاف ہوسکتا ہے۔ لیکن ان کے اخلاص، ان کے ایثار، ان کی قربانی، ان کی جرأت اور ان کی حب الوطنی پر کوئی شخص انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ سوائے ان لوگوں کے جنہیں ان سے ذاتی بغض ہو، یا جو لوگ اپنی سیاسی نامرادیوں کو چھپانے کے لئے ان کے خلاف زبان درازی اپنا سیاسی مذہب سمجھتے ہیں۔ (غلام محمد خانؒ لونڈ خور) چٹان لاہور ۱۹۶۲-۱-۱۷